الاستاذ محمد امین درانی پشاور

امام المحدثین والفقہاء حضرت مولانا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رح

امام صاحب کے پوتے عمر بن حماد بن ابی حنیفہ رح کے قول کے مطابق امام صاحب کا نسب یوں ہے :

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی - زوطی اہل کابل سے تھے - انہوں نے کابل سے کوفہ ہجرت کی اور وہیں آباد ہو گئے - ان کے والد بزرگوار "ثابت رح" پیدائشی مسلمان تھے - ثابت رح کی ملاقات حضرت علی بن ابی طالب رض سے کوفہ میں ہوئی تھی - جب ثابت رح کو ان کے والد زوطی حضرت علی رض کی خدمت میں لے گئے تھے - انہوں نے آپ کے لیے دعا کی -

دوسری روایت آپ کے دوسرے پوتے اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے ہے - ان کے قول کے مطابق امام ابو حنیفہ ، نعمان بن ثابت بن نعمان بن المرزبان ہیں اور وہ فارس (ایران) کے رہنے والے تھے - وہاں سے ان کے دادا نے کوفہ ہجرت کی اور وہیں آباد ہوئے -

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصیمری)

ان دونوں اقوال میں تطبیق ایسی ہے کہ زوطی نعمان بن المرزبان کا لقب ہے - اس زمانے میں کابل پر اہل فارس حکمران تھے - کابل ، فارس (ایران) کا محکوم علاقہ تھا تو کابل کو فارس شمار کر لیا گیا -

ولادت

اکثر اہل سیرت و تاریخ کے اقوال کے مطابق امام ابو حنیفہ ۸۰ ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے - صرف اہل حدیث میں محدث الحسن الخلال نے مشہور محدث نواد بن علیہ سے روایت کی کہ "امام ابو حنیفہ ۶۱ ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۵۰ ھ کو وفات پائی - تاریخ وفات میں کوئی اختلاف نہیں - سب کے نزدیک ۱۵۰ ھ ہے جس سال امام شافعی رح کی ولادت ہوئی

(مقدمہ جامع المسانید ص ۲۱ س ۲ و س ص ۲۱)

دونوں روایتوں کے مطابق وہ قرن اول کے آخر میں پیدا ہوئے جو صحابہ کرام رض کا زمانہ ہے - انہوں نے تدریس اسلام (تدریس حدیث و فقہ) قرن ثانی (دوسری صدی) میں کی جو تابعین رح کی صدی ہے - صحابہ ، تابعین اور تبع تابعین کی تینوں صدیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین صدیاں (خیر القرون) فرمایا اور ان لوگوں کی فضیلت اور عدالت کی شہادت دی جو ان تینوں صدیوں میں ہوں -

صحابہ رض سے ملاقات

امام ابو حنیفہ رح کے حاسدوں نے مختلف کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ رح کے زمانے میں چار صحابہ رض موجود تھے - انس رض بن مالک بصرہ میں ، عبداللہ رض بن ابی اوفی کوفہ میں اور سہل رض بن سعد مدینہ منورہ میں و عامر بن واثلہ رض مکہ میں ، اور کسی سے نہیں ملے - تابعین رح سے ان کی ملاقات ہوئی اور وہ تبع تابعین میں سے ہیں - (تاریخ امام ابو زہرة مصری) (آخر مشکوٰة)

مذکورہ بالا روایت غلط ہے اور اس کے مقابلے میں امام ذہبی نے الخطیب سے بحوالہ تاریخ بغداد نقل کیا ہے کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بصرہ میں ملے اور ان سے احادیث کی روایت کی - امام الصیمری نے

(اخبار ابی حنیفہ ص۴) میں لکھا ہے۔ جب امام صاحب پندرہ سال کے ہوئے تو آپ نے انس رضی اللہ عنہ بن مالک کو بصرہ میں دیکھا اور ان سے روایت کی۔ ابو داود الطیالسیؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی۔ ابوحنیفہؒ نے فرمایا میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ صحابی رسولؐ عبد اللہ بن انیس کوفہ آئے (۹۴ھ) اور میں چودہ سال کا تھا کہ میں نے ان سے یہ حدیث لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "حبك الشيء يعمي ويصم" (کسی چیز کی محبت آپ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے)

(ص۲۳ مقدمۂ جامع المسانید)

بشر بن الولید قاضی نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ مجھے امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: "میں سولہ سال کا تھا۔ حج کے لیے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ گیا اور مسجد الحرام میں صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن الحارث بن جزی الزبیدی کے حلقۂ درس میں بیٹھا اور ان سے یہ حدیث سُنی۔ "من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب" جو اللہ کے دین میں مہارت حاصل کریں اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دُور کرے گا اور اس کو وہاں سے روزی دے گا جو اس کے گمان میں نہ ہو۔ ایسے اور کئی واقعات سیرۃ و تاریخ و اسماء الرجال میں اس حقیقت کی شہادت کرتی ہے کہ مشکوٰۃ المصابیح کے اسماء الرجال کے آخر میں یا ابو زہرہؒ وغیرہ نے جو لکھا ہے وہ غلط ہے اور حقیقت کے خلاف ہے اور حقیقت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں۔ انہوں نے صحابہ کرام کو دیکھا، ان سے روایت کی۔ اس حقیقت کی تائید امام ابو یوسفؒ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب امام ابوحنیفہؒ کے استاد حماد بن ابی سلیمان نے امام صاحب سے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کا یہی فتویٰ ہے کہ سجدۂ سہو سلام کے بعد ادا کرنا ہے۔ اس تحقیق کے لیے امام صاحب بصرہ تشریف لے گئے اور ان سے خود ہی مسئلہ سُنا۔

(اخبار ابی حنیفہ للصیمری ص۵)

ہناد بن سری محدث نے امام ابوحنیفہ کی روایت واثلہ بن الاسقع صحابیؓ سے نقل کیا اور محدث یحییٰ بن معین نے ابوحنیفہ کی روایت عائشہ بنت عجرد صحابیہؓ سے نقل کی۔ یہ ساری روایات صحیح ہیں اور ان روایات سے یہ حقیقت بخوبی عیاں ہوئی کہ امام ابوحنیفہؒ یقیناً تابعی ہیں۔

ابتدائی تعلیم

حفظ قرآن: امام ابوحنیفہؒ نے قرآن مجید مشہور قاری امام القراءت عاصم ابن ابی النجود الکوفی سے حفظ کیا۔ یہ بچپن کا زمانہ تھا۔ امام عاصمؒ نے خود اس کی شہادت کی۔ "أتيتنا صغيراً وأتيناك كبيراً" آپ ہمارے پاس چھوٹے آتے تھے اور ہم آپ کے پاس آپ کے بڑے ہونے پر آئے۔ امام عاصمؒ نے اپنے شاگرد ابوحنیفہؒ سے بعد میں احادیث اور فقہی مسائل کی روایت کی۔ امام عاصمؒ مشہور قاری حفصؒ کے استاد ہیں جن کی قراءت کی روایت سے ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ (ص۳۰ س ۳ مقدمہ جامع المسانید)

تعلیم حدیث و فقہ

امام ابوحنیفہ نے چار ہزار ائمہ شیوخ التابعین سے حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اکثر حصہ احادیث اپنے مشہور استاد حماد بن ابی سلیمان سے روایت کیں جو مدرسۂ کوفہ کے شیخ الحدیث تھے۔

ربیع بن یونس نے روایت کی کہ امام ابوحنیفہ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی کی خدمت میں گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ منصور سے کہا کہ آج ابوحنیفہ دنیا کا عالم ہے۔ خلیفہ منصور نے پوچھا اے نعمان! آپ نے کن سے علم لیا؟ امام

سے فرمایا، عمرؓ بن الخطاب، علیؓ بن ابی طالب، عبداللہؓ بن مسعود اور عبداللہؓ بن عباسؓ کے ساتھیوں سے علم حاصل کیا، عبداللہ بن عباسؓ اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔ (وہ خلیفہ منصور کے اجداد میں سے ہیں)۔ خلیفہ منصور نے کہا۔ "آپ معتمد انسان ہیں۔ آپ پر (دین میں) بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔" (مقدمہ جامع المسانید صفحہ ۳۰ و صفحہ ۳۱)

تدریس

امام حمادؒ بن ابی سلیمان کی وفات کے بعد علماء عراق کے بے حد اصرار پر امام ابوحنیفہؒ نے مدرسہ کوفہ میں احادیث کی تدریس شروع کی اور قرآن و سنت سے مستنبط فقہی احکام کی تعلیم دی جلیل القدر تابعین آپ سے دینی مسائل میں فتویٰ لیتے تھے اور آپ پر اعتماد کرتے تھے۔ ہزاروں لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ سے احادیث روایت کیں جن میں سے چند مشہور محدثین درج ذیل ہیں:

۱۔ عمرو بن دینار ۲۔ عبداللہ بن المبارک ۳۔ داود الطائی ۴۔ یزید بن ہارون ۵۔ عباد بن العوام ۶۔ محمد بن الحسن الشیبانی ۷۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری ۸۔ وکیع بن الجراح ۹۔ ہمام بن خالد ۱۰۔ سفیان بن عیینہ ۱۱۔ فضیل بن عیاض ۱۲۔ سفیان الثوری ۱۳۔ ابن ابی لیلیٰ ۱۴۔ ابن شبرمہ ۱۵۔ قاری حمزہ بن حبیب ۱۶۔ آپ کے استاد امام القراء عاصم بن ابی النجود ۱۷۔ امام القراء نافع بن عبدالرحمٰن المدنی جو امام مالک کے استاد ہیں۔ ۱۸۔ ایک قاری عبداللہ بن یزید نے امام ابوحنیفہؒ سے نوسو احادیث کی روایت کی۔ (صفحہ ۲۹ جامع المسانید)

امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور دیگر ائمہؒ حدیث نے آپ کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں سے روایت کی۔

اتنی تعداد میں جلیل القدر ائمہ حدیث کی روایت امام ابوحنیفہؒ سے اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نہ صرف فقیہ بلکہ امام المحدثین ہیں اور علم حدیث کے متبحر اور مستند عالم میں سے ہیں اور آپ کی کتب حدیث، احادیث کی ۱۵ مسندیں مع کتاب الآثار جو امام محمد اور امام ابو یوسف کی الگ کتابیں ہیں دین کی اصح کتب ہیں اور ان کا درجہ ان کتب حدیث سے اونچا ہے جو امام ابوحنیفہؒ کے بعد مرتب ہوئیں کیونکہ یہ روایات یا تو معتمد جلیل القدر تابعین سے ہیں یا براہ راست اصحابؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں جو دوسری کتب حدیث کے رواۃ (جو غیر تابعین اور غیر صحابہ ہیں) ان سے زیادہ معتمد، زیادہ افضل اور زیادہ ثقات ہیں اور ازراہِ انصاف اس حقیقت کے مطابق قرآن مجید کے بعد امام ابوحنیفہؒ کی کتب حدیث اصح الکتب ہیں۔ (امام بخاری گیارہویں طبقہ کے محدث ہیں جبکہ امام ابوحنیفہؒ چھٹے طبقہ کے محدث ہیں)۔

اور مقدمہ ابن خلدون کے صفحہ ۳۸۸ پر جو درج ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے سترہ (۱۷) احادیث روایت کی ہیں یہ امام ابوحنیفہؒ کی حاسدوں کی ترجمانی ہے اور غلط بیانی کی انتہا ہے۔ اسی طرح خطیب بغدادی کے اقوال جو امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ہیں وہ تعصب پر مبنی ہیں۔

علمی مجلس شوریٰ

امام ابوحنیفہؒ نے ہزاروں شاگردوں میں سے چالیس ائمہ منتخب کیے جو مجتہدین تھے۔ ان کو علمی مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا جس کے سیکرٹری امام ابو یوسف تھے۔

امام ابوحنیفہؒ دینی مسئلہ اس مجلس میں پیش کرتے اور اپنے ان مجتہد ائمہ شاگردوں سے وہ احادیث و آثار سنتے تھے اور ایک ایک مہینہ اکثر اوقات مذاکرات طویل ہوتے تھے۔ تب ہی کوئی بات تحقیق سے ثابت ہوتی تو امام ابو یوسفؒ اس کو درج کرتے تھے۔ دینی مسائل کی تحقیق

کے لیے مجلس شوریٰ کی تاسیس امام ابوحنیفہؒ کا ایک منفرد عمل ہے جو باقی ائمہ کرام کو نصیب نہیں ہوا۔ امام ابوحنیفہؒ کہا کرتے تھے: "لوگوں نے مجھے دوزخ کے اوپر پل بنا دیا ہے۔ سارا بوجھ میرے اوپر ہے اس لیے میرے ساتھیو میری مدد کرو۔"

امام ابوحنیفہؒ بشر ہیں اگر کبھی خطا ہو جاتی تو یہ ائمہ کبار ان کو احادیث و آثار سنا کر حق کی طرف واپس کرتے۔ انہوں نے امام ابو یوسفؒ سے کہا۔ کوئی بات بغیر تحقیق درج نہ کریں۔ بغیر تحقیق والی بات اگر آج ہے تو کل اسے چھوڑ دوں گا اور اس سے رجوع کروں گا۔ یہ حقیقت اس بات کی شاہد ہے کہ حنفی مسائل اجماعی اور سو فی صد صحیح ہیں۔

مذہب حنفی کی تاسیس

کوفہ عراق کا اہم شہر ہے۔ عراق کے فتح ہونے کے بعد حضرت عمرؓ بن الخطاب خلیفہ دوم نے صحابۂ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں تعلیم و تدریس اور قضاء کے لیے منتخب فرمایا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اس وقت دین اسلام کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مکہ مکرمہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور مدینہ منورہ میں وصالِ نبوی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رہے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی سفر اور حضر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری۔ تمام احکام آپ کے سامنے نازل ہوئے۔ ناسخ و منسوخ کا علم سب سے زیادہ آپ کو ہوا کیونکہ باقی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہ کوئی کام یا کاروبار کرتے تھے جبکہ عبداللہ بن مسعودؓ کا پیشہ صرف خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لیے وہ دین کے بہت بڑے عالم اور فقیہ بنے اور اس خوبی کے تحت حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو مدرسہ کوفہ کا پہلا معلم مقرر فرمایا۔ عہد فاروقی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ میں درس دیا کرتے تھے۔ عہدِ عثمانی میں مدینہ منورہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کی کمی محسوس کی گئی تو خلیفہ سوم نے آپ کو وہاں بلایا، پھر مسجد نبوی میں درس دیتے رہے اور وفات کے بعد جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد آپ کے شاگردوں حضرت علقمہ نخعی، مسروق الہمدانی ابی قاضی شریح اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں ابراہیم النخعی، عامر الشعبی، حماد بن ابی سلیمان پھر ان کے شاگرد امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہم نے عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ اسلامی تعلیم لوگوں کو سکھائی جو اس جلیل القدر صحابیؓ نے اپنی ساری زندگی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی اور یہی اسلامی تعلیم مذہب حنفی کے نام سے مشہور ہوئی۔ مذہب حنفی کوئی نیا مذہب نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

امام ابوحنیفہؒ، عبداللہ بن مسعودؓ کے قائم کردہ مدرسے میں تدریسِ حدیث اور فقہ کیا کرتے تھے اور اس علمی خدمت کے ساتھ آپ اونی اور ریشمی کپڑوں کی تجارت کرتے تھے اور تجارت کا منافع اپنے شاگردوں اور دیگر محتاجوں پر خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ نے تدریسِ اسلام پر کوئی اجر نہیں لیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے جن چالیس اماموں کو تدوینِ فقہ اسلامی کے لیے منتخب کیا تھا ان میں سے چار امام بہت مشہور ہوئے۔

① امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاریؒ (ولادت ۱۱۳ھ وفات ۱۸۲ھ) جن کی مشہور کتاب "مسائل الخراج" ہے جس میں اسلامی ٹیکس صدقات اور مالی مسائل مذکور ہیں۔ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے کتاب الآثار اور مسند فی الحدیث کی روایت کی۔

امام شافعیؒ کی کتاب الامؒ کے آخر ساتویں جلد ص ۳۰۲
سے صفحہ ۱۵۰ تک امام ابو یوسفؒ کے علمی اقوال درج ہیں۔
وہ بتایا کرتے تھے کہ وہ انتہائی غریب و نادار تھے
اور حدیث و فقہ کے شیدائی تھے۔ ان کے والد ابراہیم
الانصاریؒ نے آپ سے کہا۔ ابو حنیفہؒ کی روٹی مرغن ہے
اور آپ کو مزدوری کی ضرورت ہے۔ اس لیے والد کی اطاعت
کی خاطر ابو حنیفہؒ کے درس سے چند روز غیر حاضر ہے جب
حاضر ہوئے ان سے پوچھا کیوں غیر حاضری کی۔ امام ابو یوسفؒ
کے بتانے پر سبق کے آخر میں آپ کو اشارہ کر کے سو درہم
کی تھیلی دی اور حاضری کی تلقین کی۔ تھوڑے دنوں کے
بعد پھر سو درہم دیئے اور وقتاً فوقتاً سے امام ابو حنیفہؒ
آپ کو سو سو درہم دیا کرتے تھے یہاں تک کہ امام ابو یوسفؒ
غنی اور مالدار ہوئے۔ (ص ۹۲ اخبار ابی حنیفہ للصمیری)

امام ابو یوسفؒ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کوئی مجلس
امام ابو حنیفہؒ اور امام ابن لیلی کی مجلسوں سے مجھے زیادہ
پسند نہ تھی۔ میں نے ابو حنیفہؒ سے بڑا فقیہ اور ابن
ابی لیلی سے بڑا قاضی نہیں دیکھا۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا۔
میں امام ابو حنیفہؒ کی صحبت میں سترہ سال رہا۔ میں نہ عید الفطر
اور نہ عید الاضحیٰ میں ان سے غیر حاضر رہا سوائے اس صورت
میں جبکہ میں بیمار تھا۔

آپ فرماتے تھے ہر نماز اور ہر عبادت کے بعد
امام ابو حنیفہؒ کے لیے دعا کرتا رہتا۔ امام حماد بن ابی حنیفہ (امام
الاعظم) فرماتے ہیں کہ میرے والد امام ابو حنیفہؒ کے دائیں
طرف امام ابو یوسفؒ اور بائیں جانب امام زفر تھے۔
مسائل میں ہر ایک دوسرے کے خلاف دلائل پیش کرتے
ہے۔ صبح سے ظہر تک دونوں کا مناظرہ جاری تھا جب
ظہر کے لیے مؤذن نے اذان دی امام ابو حنیفہؒ نے اپنا ہاتھ
امام زفرؒ کی ران پر مارا اور فرمایا: "اس شہر میں سربراہی
کی امید نہ کر جہاں ابو یوسف موجود ہو"۔ امام ابو حنیفہؒ نے
امام زفرؒ کے خلاف امام ابو یوسفؒ کے حق میں فیصلہ دیا۔
(اخبار ابی حنیفہ للصمیری ص ۹۵)

امام ابو جعفر طحاویؒ نے فرمایا میں نے
محدث علی بن الجعدؒ نے فرمایا۔ "امام ابو یوسفؒ
نے ہمیں حدیث کی روایت کی اس وقت لوگوں سے مجلس
بھری ہوئی تھی۔ ایک آدمی نے پوچھا اے ابو الحسن
(ابن ابی عمران) کیا آپ کو ابو یوسفؒ یاد ہیں؟ تو محدث
علی بن الجعدؒ نے فرمایا۔ جب آپ ابو یوسف کا نام لیتے
ہیں تو پہلے اشنان اور گرم پانی سے منہ دھو لیں۔" پھر فرمایا
خدا کی قسم میں نے ابو یوسف کی طرح کوئی شخص نہیں دیکھا
ابن ابی عمرانؒ فرماتے ہیں کہ محدث علی بن الجعدؒ نے سفیان
ثوری، حسن بن صالح، امام مالک ابن ابی ذیب، لیث بن
سعد اور شعبہ بن الحجاج جیسے اماموں رحمۃ اللہ علیہم کو
دیکھا تھا وہ سب پر ابو یوسفؒ کو ترجیح دیتے تھے۔
(اخبار ابی حنیفہ ص ۹۶)

امام زفر بن الہذیل بن قیس العنبریؒ

امام ابو حنیفہ
کے شاگرد امام حسن بن زیاد اللؤلؤی نے فرمایا کہ امام اعظمؒ
کے دو شاگرد امام زفرؒ اور امام داود طائی گہرے دوست
تھے۔ امام داود طائی نے عبادت کی طرف زیادہ توجہ
دی جبکہ امام زفرؒ نے فقہ اور عبادت دونوں کی طرف
زیادہ توجہ دی۔

امام زفرؒ، امام ابو حنیفہؒ کے جوتوں کے قریب
بیٹھتے تھے جبکہ امام ابو یوسف آپؒ کے دائیں جانب
بیٹھا کرتے تھے۔

امام وکیع بن الجراح جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور
امام شافعیؒ کے استاد ہیں۔ فرمایا کرتے تھے امام زفرؒ

انتہائی پرہیزگار تھے۔ ان کا حافظہ بہت قوی تھا۔

امام محمد بن وہب فرماتے ہیں کہ امام زفرؒ نے ابوحنیفہؒ کے ان دس اکابر شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی نگرانی میں کتابیں تالیف کیں۔ اہل بصرہ کے علماء امام ابوحنیفہؒ کے تابع اس لیے ہوئے کہ بصرہ کے لوگ امام زفرؒ کے علم سے متأثر ہوئے اور آپ کے علم کو پسند کیا۔ امام زفرؒ نے فرمایا۔ میں نے یہ علم امام ابوحنیفہؒ سے حاصل کیا ہے تو اہل بصرہ احناف بنے۔

امام وکیع بن الجراح نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کی وفات کے بعد لوگ امام زفرؒ سے پڑھتے تھے اور بہت کم امام ابویوسفؒ کی مجلس میں جایا کرتے تھے۔ جب امام زفر ۱۵۸ھ کو فوت ہوئے تو آپ کے شاگرد بھی امام ابویوسف سے پڑھنے لگے۔ (اخبار ابی حنیفہ للصیمری ص۱۰۶)

امام محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی

ولادت: ۱۳۲ھ وفات ۱۸۹ھ

آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ جس دن امام ابوحنیفہؒ دنیا سے رحلت کر گئے امام محمد اس دن اٹھارہ سال کے جوان تھے۔ آپ نے فقہ حنفی کی باقی تعلیم امام ابویوسفؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد امام سفیانؒ ثوری اور امام اوزاعیؒ سے پڑھا پھر تین سال مدینہ منورہ میں امام مالکؒ سے مزید احادیث کی تعلیم حاصل کی اور جب وہ درس و تدریس کے لیے بیٹھ گئے تو بڑے ائمہ کرام نے آپ سے تعلیم حاصل کی جس میں امام محمد بن ادریس الشافعیؒ بھی ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب امام محمد بات کرتے تو سننے والا یہ گمان کرتا کہ قرآن مجید امام محمد کی لغت (لہجہ) میں نازل ہوا ہے۔

فقہی مہارت

آپ نے فقہ حنفی امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ سے حاصل کی اور عراقی فقہ کے کامل مستند فقیہ بنے۔ اس کے بعد آپ نے حجازی فقہ امام مالکؒ شیخ الحجاز سے حاصل کی۔ اس کے بعد فقہ اہل الشام کی مہارت اہل شام کے امام اوزاعیؒ سے حاصل کی۔

آپ کی علمی خدمات کی بدولت آپ کے شاگردوں میں امام شافعیؒ جیسے لوگ پیدا ہوئے اور وہی امام شافعیؒ امام احمدؒ بن حنبل، امام داود الظاہریؒ، امام ابوجعفر طبریؒ اور امام ابوثور البغدادیؒ کے استاد بنے۔

اس لحاظ سے مذہب شافعی اور مذہب حنبلی دونوں مذہب حنفی کی شاخیں ہیں اور فقہی مسائل میں اختلاف نے اگر امام محمدؒ، امام زفرؒ اور امام ابویوسفؒ کو مذہب حنفی سے نہیں نکالا تو یہ اختلاف امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کو حنفیت سے کیسے نکالے گا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے حلال و حرام، ناسخ منسوخ میں امام محمدؒ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

(اخبار ابی حنیفہ للصیمری ص۱۲۳)

اور فرمایا۔ اگر لوگ فقہاء کے بارے میں انصاف کرتے تو وہ جان لیتے کہ انہوں نے محمد بن الحسنؒ جیسا فقیہ نہیں دیکھا۔ (اخبار ابی حنیفہ للصیمری ص۱۲۴)

یاد رہے کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے شاگرد بھی رہے ہیں اور اس کے باوجود وہ امام محمدؒ کو بے مثال امام سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معروف مصری محقق محمد ابوزہرہؒ نے اپنی کتاب اصول الفقہ مبحث المجتہدین میں لکھا ہے کہ قرن ثانی اور قرن ثالث کے کئی علماء کا یہی نظریہ ہے کہ امام محمدؒ بن الحسن الشیبانی اپنے استاذ امام مالکؒ سے بڑے فقیہ تھے اور فن حدیث میں ان کے اوپر سبقت حاصل کی۔ امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دقیق مسائل امام محمد بن الحسن الشیبانی کی کتابوں سے لیے ہیں۔

(ص۱۲۵ اخبار ابی حنیفہ للصیمری)

ظاہر الروایۃ اور نادر الروایۃ

امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کو عام کرنے میں اہم خدمت کی اور انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔ فقہ میں آپ کی تالیفات دو قسم کی ہیں

(١) **ظاہر الروایۃ**۔ جن کتابوں کو ثقہ اور معتمد علماء جو عوام میں مشہور و معروف تھے انہوں نے امام محمدؒ سے روایت کیا۔ وہ کتب ظاہر الروایۃ یا اصول کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ چھ کتابیں ہیں۔

(١) المبسوط (الاصل) (٢) الجامع الکبیر
(٣) الجامع الصغیر (٤) کتاب السیر الکبیر
(٥) کتاب السیر الصغیر (٦) الزیادات

یہ کتب ظاہر الروایۃ، احادیث آثار (اقوالِ صحابہؓ اور اقوالِ تابعین) پر مشتمل ہیں۔ علماءِ امت نے مذہب حنفی کو باقی مذاہب اہل السنۃ والجماعۃ سے زیادہ صحیح پایا اور اسے اختیار کیا۔ انہوں نے ان کتابوں کے شروح لکھے اور بعض علماء نے انہیں مختصر کیا جنہیں متونِ اربعہ کہتے ہیں

(١) کنز الدقائق (٢) مختصر الوقایہ
(٣) مختصر القدوری (٤) المختار جس کے مصنف عبداللہ بن محمود موصلی الحنفی ہیں۔

یہ چاروں کتب علماء اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک نہایت ہی مستند ہیں اور راقم الحروف کی رائے میں آخری کتاب "المختار" باقی تینوں کتب سے افضل اس لیے ہے کہ وہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو ذکر کرتا ہے اور پھر خود ہی اس کتاب کی شرح "الاختیار لتعلیل المختار" کے نام سے لکھی اور ہر مسئلہ کے لیے قرآن وحدیث سے دلیلیں لکھیں جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ امام اعظمؒ کا کوئی قول بھی بغیر دلیل کے نہیں ہے اور یہ حقیقت بھی عیاں ہوئی کہ امام ابوحنیفہؒ "رائے" پر عمل نہیں کرتے بلکہ قرآن وحدیث سے حاصل شدہ علم کو امام ابوحنیفہ نے "رائے" سے تعبیر کیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے کبھی کسی صحیح حدیث کو رد نہیں کیا بلکہ ضعیف حدیث کے لیے بھی قیاس چھوڑا۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ نماز میں قہقہہ (زور سے ہنسنا) از روئے قیاس ناقض وضو نہیں کیونکہ انسانی جسم سے کوئی چیز خارج نہیں ہوتی لیکن جیسے ہی امام ابوحنیفہؒ کو حدیث پہنچی "جو نماز میں زور سے ہنسا تو وہ نماز اور وضو لوٹائے" امام ابوحنیفہؒ نے قیاس کو چھوڑا اور فرمایا قہقہہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا کیونکہ یہ عقل کے خلاف ہے اور قیاس سے متصادم ہے۔

نادر الروایۃ جن کتابوں کی روایت مشہور ثقہ علماء سے نہیں ہے وہ کتابیں نادر الروایۃ کہلاتی ہیں جن میں مشہور الامالی، الکیسانیات، الرقیات الہارونیات الجرجانیات اور کتاب المخارج ہیں (واللہ اعلم)

بقیہ: دو قومی نظریہ

مطالبہ پیش کریں گے کہ ان کی غلط روش نے اور ہماری غلط تربیت میں کوتاہی نے ہمیں راہ راست سے دور رکھا اور ہم اپنی منزل نہ پا سکے۔ لہٰذا اس وقت نظریہ پاکستان کی اہمیت کو بزرگ اپنی نئی نسلوں کے سامنے واضح کریں۔ نوجوان اپنے ساتھیوں کو سمجھائیں۔ ہر ذی شعور اس کے لیے مسلسل کوشش کرے اور تعلیم و تربیت اور ابلاغ و اعلام کے جملہ وسائل کو اہل اقتدار اس عظیم مقصد کو سمجھانے کے لیے صرف کریں ورنہ ہم پاکستانی بطور قوم نظریہ پاکستان اسلام کی عملی تنفیذ کے بغیر اپنے آپ کو جب اپنے حق سے محروم سمجھیں گے تو نظریہ دشمن عنصر چھا جائے گا جو ہماری قوم کے لیے مزید پریشانیوں کا باعث بن سکیں اور ہم اپنے حواس کو بھی کھو بیٹھیں